صـ ۲۲۹ ، صـ ۲۵۱ ، صـ ۲۵۷ ، صـ ۲۶۹ ، صـ ۲۷۰ ، صـ ۲۷۲ ، صـ ۲۷۴ ، صـ ۲۸۸ ، صـ ۲۹۰ ، صـ ۲۹۲ ، صـ ۳۱۶ ، صـ ۳۱۹ اور صـ ۳۹۲ خاص طور سے اس سلسلہ میں قابلِ دید ہیں ۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی کا مدار احادیثِ رسولؐ اور آثارِ صحابہ پر دوسروں کے مقابلہ میں کس قدر زیادہ ہے ۔ 'صدق' کے صفحات اجازت نہیں دیتے ورنہ اس کتاب کے کچھ اقتباسات پیش کیے جاتے ۔

ہماری رائے میں کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ ہمارے مدارس اور علمار کے یہاں ضرور ہونی چاہیئے ۔ غیروں کے الزامات کا شکوہ کیا کیجئے خود احناف نے یہ تقصیر کیا کم کی ہے کہ اپنے ان ائمہ متقدمین کی کتابوں کو چھوڑ کر متاخرین علمائے عجم کی فقہی کتابوں کو یوں رواج دیا کہ فقہ حنفی کی تاسیسی کتابوں کا پڑھنا تک بارِ خاطر ہو گیا ۔ امام محمدؒ کی الجامع الکبیر ، امام ابو یوسفؒ کی کتاب الآثار ، امام سرخسیؒ کی اصولِ فقہ ، امام طحاویؒ کی مختصر الفقہ جیسی بنیادی کتابیں اس ادارہ سے شائع ہو چکی ہیں ۔ مگر کتنے علمائے احناف اور مدارس ہیں جنہوں نے ان کتابوں کو دیکھا بھی ہو ۔ کتاب الحجۃ تین چار جلدوں میں مکمل ہو گی ۔ پہلی جلد بڑے صفحات کے ۴۹۵ صفحات پر نہایت عمدہ عربی ٹائپ میں حیدر آباد میں چھپی ہے ۔ قیمت بیس پچیس روپیہ سے کیا کم ہو گی ؟ پھر بھی یہ کتاب ارزاں اور علمی ذوق والوں کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہے ۔ حضرت مولانا ابو الوفا افغانی صدر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ ۴۶۵ جلال کوچہ حیدر آباد سے مل سکتی ہے ۔ اس گئے گذرے حال میں بھی علمائے ہندوستان عالمِ اسلام کے علمار کے دوش بدوش چل کر علمی اور تخلیقی کاموں میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں ۔ والحمد للہ علیٰ ذالکؑ ۔ (صدق جدید لکھنؤ ، ۲۰ اگست ۱۹۶۶ء)

احکام شرعیّہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

(مولانا محمدؐ تقی صاحب امینی)

عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کیا حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت عدلیہ کو انتظامیہ سے علیٰحدہ کیا حالانکہ پہلے اس کی ضرورت نہ تھی ۔ علیٰحدگی کے بعد قواعدِ عدالت مقرر کئے ، قاضیوں کے انتخاب کے طریقے وضع کئے اور ان کو خاص خاص ہدایتیں دیں ۔

ابو موسیٰ اشعری گورنر کے فرمان میں صیغۂ عدالت کے یہ اصول درج ہیں :-

فان القضأ فریضۃ محکمۃ وسنۃ　　قضاء ایک محکم فریضہ اور سنت متبعہ ہے اس معاملہ کو

متبعة فافهم إذا أدلي إليك فانه لاينفع تكلم بحق لانفاذ له آس بين الناس في مجلسك وفي وجهك وفي قضاءك حتى لايطمع شريف في حيفك ولاييأس ضعيف من عدلك البينة على المدعي واليمين على من انكر والصلح جائز بين المسلمين الا صلحاً أحل حراماً أو حرم حلالاً ومن ادعى حقاً غائباً او بينة فاضرب له امداً ينتهي اليه فان بينه اعطيته بحقه وان اعجزه ذلك استحللت عليه القضية فان ذلك هو ابلغ في العذر واجلي للعماء ولايمنعك قضاء قضيت فيه اليوم فراجعت فيه رأيك فهديت فيه لرشدك ان تراجع فيه الحق فان الحق قديم لايبطله شيئ ومراجعة الحق خير من التمادي في الباطل والمسلمون عدول بعضهم على بعض الا مجرماً عليه شهادة الزور او مجلودا في حد او ظنينا في ولاء او قرابة فان الله تعالى تولى من العباد السرائر وستر

خوب سمجھو جس کیلئے تمہاری طرف رجوع کیا جائے کسی ایسے حق کا تکلم نفع نہیں دیتا ہے جس کے لئے نفاذ نہ ہو اپنی مجلس اپنے حضور اور اپنے فیصلہ میں لوگوں کو برابر رکھو تاکہ طاقت ور تم سے بے انصافی کی توقع نہ رکھے اور کمزور تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہو۔ مدعی پر بار ثبوت ہے اور منکر پر قسم ہے۔ صلح بین المسلمین جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہ کرے۔ جو شخص کسی غائب حق کا دعویٰ کرے یا غائب گواہ کا نام لے تو اس کو مہلت دو تاکہ اس تک پہنچ سکے۔ اگر موجود کر دے تو اس کے حق میں فیصلہ کر دو۔ اور اگر عاجز رہے تو اس کے خلاف ڈگری دیدو یہ بات عذر داری میں زیادہ بلیغ اور تاریکی کو زیادہ دور کرنے والی ہے۔ اگر تم نے آج کوئی فیصلہ کیا پھر حق واضح ہو گیا تو اس میں اپنی رائے سے رجوع کرنے اور نظر ثانی کرنے کا تمہیں اختیار ہے۔ کیونکہ حق قدیم ہے۔ جس کو کوئی شئی باطل نہیں کر سکتی ہے اور باطل میں پھنسنے سے حق بات کی طرف رجوع کرنا زیادہ بہتر ہے۔ مسلمان ثقہ ہیں۔ ان میں بعض کی شہادت بعض کے لئے مقبول ہے۔ البتہ جن پر حد لگی ہو یا جھوٹی شہادت کے مجرم ہوں یا ولاء و وراثت میں متہم ہوں وہ مستثنیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خفیہ باتوں سے اعراض کیا ہے اور حدود سے

عليهم الحدود الا بالبينات
والايمان ثم الفهم الفهم فيما اولى
اليك مما ورد عليك مما ليس في
قرآن ولا سنة ثم قائس الامور
عند ذلك واعرف الامثال ثم
اعمد فيما ترى الى احبها
الى الله واشبهها بالحق واياك
والغضب والقلق والضجر والتأذي
بالناس والتنكر عند
الخصومة او الخصوم فان القضاء
في مواطن الحق مما يوجب الله
به الاجر ويحسن به الذكر
فمن خلصت نيته في الحق ولو على
نفسه كفاه الله ما بينه وبين
الناس ومن تزيّن بما ليس في
نفسه شانه الله فان الله تعالى
لا يقبل من العباد الا ما كان
خالصا فما ظنك بثواب عند الله
في عاجل رزقه وخزائن رحمته
والسلام عليك ورحمة الله [1]

پردہ پوشی کی ہے اگر گواہ قائم ہوں تو علیحدہ
بات ہے تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ معاملات میں انتہائی
سمجھ بوجھ سے کام لو بالخصوص وہ معاملات جن
کی قرآن وسنت میں صراحت نہیں ہے ایسی
صورت میں امثال ونظائر کو تلاش کرو اور
غور وفکر کے بعد ان پر قیاس کرو پھر تمہاری
رائے میں جو بات اللہ کو زیادہ محبوب اور حق
کے زیادہ مشابہ ہو اس پر اعتماد کرو۔ غصہ
ڈانٹ ڈپٹ اضطراب لوگوں کی ایذا رسانی
اور عدالت کے وقت لعنت ملامت سے
پرہیز کرو۔ حق کے مواقع پر ٹھیک فیصلہ سے
اللہ کے نزدیک اجر اور ذکرِ خیر کے مستحق ہوگے
حق کے معاملہ میں جس کی نیت خالص ہوئی اگر
اس کے خلاف کوئی بات پیش آئی تو اللہ اس کی
مدد کرتا ہے اور جو شخص کسی ایسی بات سے
اپنے کو مزیّن کرتا ہے جو اس کے اندر نہیں ہے، تو
اللہ اس کو عیب دار کر دیتا ہے اللہ اپنے
بندوں سے خلوص ہی کو قبول کرتا ہے۔ خلوص
پر دنیوی اور آخروی زندگی میں اللہ کے پاس
جو اجر ورحمت کے خزانے ہیں اس کے کیا کہنے؟

حضرت عمرؓ نے قاضی شریح سے فرمایا:

ان اقض بما استبان لك من قضاء جو بات رسول اللہؐ کے فیصلہ سے ظاہر ہو،

---

[1] اعلام الموقعین لج رسالہ عمر الی ابی موسیٰ صد ٩٩ ـ

رسول الله صلی الله علیه وسلم فان لم تعلم کل اقضیة رسول الله فاقض بما استبان لك من ائمة المهتدین فان لم تعلم کل ما قضیت به ائمة المهتدین فاجتهد رأیك واستشر اهل العلم والصلاح [2]

اس کے مطابق فیصلہ کرو اگر رسول اللہؐ کے تمام فیصلوں کا علم نہ ہو تو ائمہ مہتدین کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر ان کے بھی تمام فیصلوں کا علم نہ ہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور اہلِ علم وصلاح سے مشورہ کرو۔

ایک اور موقع پر قاضی شریح کو لکھا:۔

اذا حضرك امر لابد منه فانظر ما فی کتاب الله فاقض به فان لم یکن ففیما قضی به رسول الله صلی الله علیه وسلم فان لم یکن فانت بالخیار فان شئت ان تجتهد رأیك فاجتهد رأیك وان شئت ان تؤامرنی ولا اری مؤامرتك ایای الا خیرًا والسلام [3]

جب کوئی ناگزیر معاملہ درپیش ہو تو کتاب اللہ میں دیکھو اور اس کے مطابق فیصلہ کرو، اگر اس میں نہ ملے تو رسول اللہؐ کے فیصلوں کو دیکھو، اگر اس میں بھی نہ ملے تو تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور اگر چاہو تو مجھ سے مشورہ کرو اور مشورہ کرنے میں خیر ہی خیر ہے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے خطوط و ہدایات میں صحتِ فہم و حسنِ نیت پر کافی زور دیا ہے۔ گویا یہ دو بنیادی ستون ہیں جن پر عدلیہ کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔

علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں:۔

صحة الفهم نور یقذفه الله فی قلب العبد یمیز به بین الصحیح والفاسد والحق والباطل والهدی والضلال والغی والرشاد [4]

صحتِ فہم ایک نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ بندہ کے دل میں ڈالتا ہے اور جس کے ذریعے صحیح و فاسد حق و باطل ہدایت و ضلالت اور رشد و گمراہی میں تمیز ہوتی ہے۔

حسنِ نیت کے سلسلہ میں یہ واقعہ عبرت و بصیرت کے لئے کافی ہے:

---

[2] اعلام الموقعین ج من الرای المحمود الذی تواطأت علیه الامة ص ۹۷ ۔ [3] ایضاً۔

[4] اعلام الموقعین ج فصل النوع الرابع من الرای المحمود ص ۱۰۱۔

"بنی اسرائیل کے ایک مشہور قاضی عادل نے وصیت کی کہ دفن کرنے کے ایک عرصہ کے بعد لاش قبر سے نکال کر دیکھی جائے کہ اس میں کچھ تغیر ہوا ہے یا نہیں کیونکہ میں نے کسی فیصلہ میں ظلم و زیادتی کی ہے اور نہ کسی کی حق تلفی کی ہے۔ سوائے اس کے کہ ایک مقدمہ میں میرا دوست فریق بن کر آیا تو اس کی بات سننے میں اپنے کان کو زیادہ متوجہ کیا ہے۔ حسب وصیت ایک عرصہ کے بعد جب لاش دیکھی گئی تو صرف کان کو مٹی نے کھا لیا تھا اور پورا جسم صحیح و سالم تھا۔" [۵]

معلموں، اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔

حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت معلموں، اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں حالانکہ اس سے پہلے ثبوت نہیں ملتا ہے

ان عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان کانا یرزقان المؤذنین والائمۃ والمعلمین والقضاۃ [۶]	حضرت عمرؓ و عثمانؓ دونوں اماموں، مؤذنوں، معلموں اور قاضیوں کو تنخواہیں دیتے تھے۔

قرآن کی تعلیم پر وظیفہ مقرر کیا

قرآنِ حکیم کی تعلیم پر لوگوں کے وظیفے مقرر کئے اور امرائے لشکر کو لکھ بھیجا کہ :-

ان ارفعوا الیّ کل من حمل القرآن حتی الحقہم فی الشرف من العطاء وارسلہم فی الآفاق یعلّمون الناس [۷]	جن کو قرآن یاد ہو ان کو میرے پاس بھیجو تاکہ وظیفہ پانے والے معززین میں ان کو شامل کروں اور تعلیمِ قرآن کے لئے ان کو اطراف میں بھیجوں۔

جبری تعلیم کا حکم دیا

بدوؤں کے لئے جبری تعلیم کا حکم دیا چنانچہ ابوسفیان نامی ایک شخص کو متعین کیا کہ قبائل میں پھر کر لوگوں کو تعلیم پر مجبور کرے اور جس کو قرآنِ حکیم کا کوئی حصہ یاد نہ ہو اس کو سزا دے۔

"اغانی" میں ہے :-

بعث عمر بن الخطاب رجلا من قریش یقال لہ ابوسفیان یستقرئ اہل البادیۃ فمن لم یقرأ شیئاً من القرآن عاقبہ [۸]	حضرت عمرؓ نے قریش کے ایک آدمی ابوسفیان نامی کو اہلِ بادیہ کی طرف روانہ کیا کہ وہ ان سے قرآن پڑھنے کا مطالبہ کرے جس نے قرآن بالکل نہ پڑھا ہو اس کو سزا دے۔

---

[۵] حوالہ بالا صہ ۱۰۴ [۶] تاریخ عمرؓ للعلامہ ابن الجوزی الباب التاسع والثلاثون صہ ۱۰۶۔ [۷] کنز العمال ج فی فضائل القرآن۔ [۸] کتاب الاغانی

عورتوں کی تراویح کے لئے الگ قاری مقرر کیا۔ | حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت عورتوں کی تراویح کے لئے علیحدہ قاری مقرر کیا جس طرح مردوں کے لئے مقرر کیا تھا:-

هو اول من جمع الناس علی قیام رمضان وکتب به الی البلد ان وجعل بالمدینة قارئین قارئا یصلی بالرجال وقارئا یصلی بالنساء ۹	حضرت عمرؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کو قیامِ رمضان پر جمع کیا اور مختلف شہروں میں لکھ بھیجا مدینہ میں دو قاری مقرر کئے۔ ایک مردوں کو نماز پڑھاتا تھا اور دوسرا عورتوں کو پڑھاتا تھا۔

۹ تاریخ عمر بن الخطاب لابن الجوزی الباب الثلاثون ص۵۸ وطبقات ابن سعد ج۳ ذکر استخلاف عمر ص۲۸۱

تکفیر اور اُس کی حدود

(پروفیسر ضیاء احمد بدایونی)

یوں تو تمام فقہائے اسلام تکفیر اہل قبلہ کے خلاف ہیں۔ لیکن احناف کے یہاں اس امر میں زیادہ احتیاط ہے۔ اوپر آپ حضرت ابو حنیفہؒ کا قول پڑھ آئے ہیں کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔ یوں بھی شرع شریف کا حکم ہے کہ شبہ کا فائدہ ملزم کو ملنا چاہیئے۔ ادرؤا الحدود بالشبہات۔ یہی وجہ ہے کہ وہ یزید جیسے ظالم اور بداعمال کو بھی کافر نہیں کہتے۔

عام طور پر مسلمان اور ممالک اسلام جن مشکلات سے آجکل دوچار ہیں، ان کا تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ افتراق کی جگہ اتفاق کو شعار بنائے۔ اور لوگ اپنے اپنے عقائد پر قائم رہتے ہوئے کم از کم مشترک امور میں اشتراک وتعاون کی راہ پر گامزن ہوں۔ مخالف جب اسلام پر اعتراض کرتا ہے۔ یا مسلمانوں کو گزند پہنچاتا ہے، تو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ فلاں مسئلہ میں اہل سنت کا مسلک کیا ہے، اور دوسرے فرق اسلامیہ کا مسلک کیا ہے۔ یا فلاں شخص یا گروہ سنی ہے یا شیعہ، حنفی ہے یا اہل حدیث . . . . (فاران۔ کراچی)